خزینۂ قرآن ۔۔

(”قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں“ سے جو میں نے پایا)

ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی

دیباچہ

یہ جولائی 1999ء کی ایک اداس مگر بہت خوبصورت یاد ہے۔ مجھے لاہور کے خواتین کے اجتماع میں مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق کتاب ''قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں'' کے اسٹڈی سرکل کی ذمہ داری دی گئی۔ اُس کی تیاری کے لیے کتاب لے کر بیٹھی تو میرے شوہر ڈاکٹر جمیل الرحمان نے مجھے بڑے دلنشین انداز میں اس کی بڑی آسان تلخیص کر کے دے دی۔ میں اُن کی مدد سے کتاب کے نوٹس بناتی رہی اور وہ مجھے الٰہ، رب، عبادت اور دین کا وسیع مفہوم سمجھاتے رہے۔ یوں کہ یہ سب اصلاحات اور ان کے معانی میرے ذہن میں نقش ہوگئے۔ میں نے اُس دن بہت تیاری کے ساتھ اس کتاب کا اسٹڈی سرکل کروایا اور اسی رات اچانک دل کے دورے سے جمیل ہم سے رخصت ہوگئے۔ مجھے یوں محسوس ہوا کہ اللہ رب العالمین نے ان کی وساطت سے مجھے اس کتاب کا مفہوم اسی لیے اچھی طرح ذہن نشین کروایا کہ وہی الٰہ ہے، وہی رب ہے اور وہی سب سے مضبوط سہارا ہے۔ اس کتاب کے میری زندگی پر بہت خوبصورت اور یادگار اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ کئی سالوں سے میں قرآن کریم کی تدریس میں اس کتاب سے مدد لیتی رہی ہوں۔ سوچا کہ آپ کو بھی اس میں شریک کرلوں۔ مولانا محترم کے ساتھ ساتھ ہم سب کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی

قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں:

اُمت مسلمہ کے زوال کے اسباب پر اگر غور کیا جائے تو اس میں سرفہرست یہ سبب نظر آئے گا کہ اس نے قرآنی تعلیمات کو فراموش کر دیا، اور اس کی انقلابی دعوت سے نا آشنا ہوگئی۔ آج اگر ہم قرآن مجید کو پڑھتے بھی ہیں تو اس کے معانی و مفہوم سے بے خبر ہو کر محض رسماً پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے دکھوں کا علاج اور ترقی کا زینہ دنیا بھر کے افکار و نظریات میں تلاش کرتے ہیں لیکن خود اس نسخۂ شفاء سے استفادہ نہیں کرتے یا استفادہ کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے نازل کیا ہے۔

الٰہ، رب، دین اور عبادت یہ چار الفاظ قرآن کی زبان میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ قرآن کی ساری دعوت اور اس کتاب کا مرکزی خیال یہی ہے کہ:

۱۔ اللہ رب اور الٰہ ہے۔
۲۔ ربوبیت اور الٰہیت اللہ کے سوا کسی کی نہیں ہے۔
۳۔ لہٰذا عبادت اسی کی ہونی چاہیے۔
۴۔ اور دین خالصتاً اسی کے لیے ہونا چاہیے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اپنی معرکتہ الآراء کتاب ''قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں'' میں ان بنیادی اصطلاحات کو تفصیل سے بیان کیا ہے جس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔ آج اس چیز کی اشد ضرورت ہے کہ لوگوں کو ان الفاظ کا اصل مفہوم یاد دلایا جائے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے بتوں اور دیوتاؤں کو چھوڑ دیا۔ ہم اللہ کو پروردگار سمجھتے ہیں، طاغوت کی عبادت نہیں کرتے اور اسلام ہمارا مذہب ہے۔ لہٰذا ہم سب سے بہتر طریقے پر اسلام پر عمل کر رہے ہیں۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

(۱) الٰہ ہم سپر پاورز اور حکومت کو،

(۲) رب ہم اوروں کو بھی،

(۳) پوجا ہم اپنی خواہش نفس کی

(۴) اور دین کو تو اللہ کے لیے خالص کیا ہی نہیں

اس لیے ان کے حقیقی مفہوم سے آشنا ہونے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ہم قرآن کی اصل روح سے بے بہرہ ہیں۔

اِلٰہ

- » حاجتیں پوری کرنے والا۔
- » خطرات اور مصائب میں پناہ دینے والا۔
- » بےقراری میں قرار اور سکون دینے والا۔
- » بالاتر ذات، طاقتور اور زبردست، اقتدار اور قدرت والا۔
- » اس کی ساری کارفرمائی سربستہ راز ہے۔ اس کے سارے کاموں میں رفعت کے ساتھ پوشیدگی بھی شامل ہے۔
- » جس کی طرف انسان شوق و وارفتگی کے عالم میں بڑھتا چلا جائے، توجہ کرتا چلا جائے، انسان کا اس کی طرف مشتاق ہونا۔

اہل جاہلیت کا الٰہ

۱۔ ان کو مشکل کشائی اور حاجت روائی کے لیے پکارتے تھے۔

۲۔ سفارشی بنا کر اللہ سے مدد مانتے تھے۔

۳۔ ان کی ناراضگی سے خوفزدہ رہتے تھے۔

۴۔ اس کے حکم کو قانون نہ ماننا، اس کے اوامر ونواہی کی اطاعت نہ کرنا۔ اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام نہ جاننا۔

۵۔ اپنے نفس کو الٰہ بنانا۔

قرآن کے استدلال کے نتائج

۱۔ حاجت روائی کے لیے وہ اقتدار درکار ہے جو پوری کائنات کے نظام کو چلا سکتا ہو۔

۲۔ یہ اقتدار نا قابلِ تقسیم ہے ایک ہی فرمانروا کے قبضے میں ہے۔

۳۔ جب اقتدار اس کے پاس ہے تو الوہیت کا مستحق بھی وہی ہے۔ اس کے معاملات میں کوئی دخل اندازی اور کوئی سفارش نہیں کی جاسکتی۔

۴۔ شارح و حاکم بھی صرف اس کو ہونا چاہیے۔

رب

۱۔ پرورش کرنے والا، ضروریات بہم پہنچانے والا، تربیت اور نشوونما دینے والا، کفیل۔

۲۔ خبرگیراں، دیکھ بھال اور اصلاح احوال کا ذمہ دار۔

۳۔ سمیٹنے والا، جمع کرنے والا، فراہم کرنے والا، فوقیت، بالادستی، سرداری، حکم چلانا، تصرف کرنا۔

۴۔ وہ جو مرکزی حیثیت رکھتا ہو، جس میں متفرق اشخاص مجتمع ہوتے ہوں، سید مطاع، سردار ذی اقتدار، جس کا حکم چلے، جس کی فوقیت و بالادستی تسلیم کی جائے، جس کو تصرف کے اختیارات ہوں۔

۵۔ مالک آقا۔

قرآن کریم ان پانچوں معانی میں اللہ کو رب کہتا ہے۔

رب کے متعلق گمراہ قوموں کے تخیلات

(۱)۔ اللہ ہی رب العالمین مگر دوسرے بھی اس کے ساتھ ربوبیت میں شریک ہیں۔

(۲)۔ کائنات کا مالک ہے مگر دنیاوی اموراور معاملات زندگی میں اقتدار اعلیٰ ہمارے مذہبی پیشواؤں کو حاصل ہے۔

(۳)۔ نمرود اور فرعون کو مانتے تھے مگر اپنے آپ کو رب مانتے تھے۔ سورج، ستارے، چانداور آگ کی بھی پوجا ہوتی تھی۔ موت اور زندگی کا اختیار بھی سمجھتے تھے۔

یہود ونصاریٰ نے جو بزرگ ہستیاں، انبیاء، اولیاء، ملائکہ وغیرہ دینی حیثیت سے قدر و منزلت کی مستحق تھیں ان کو حقیقی مرتبہ سے بڑھا کر خدائی مرتبہ تک پہنچا دیا گیا۔ ان کو خدائی اختیارات کا مالک سمجھا گیا۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ (التوبۃ۹:۳۱)

یومنون بالجبت والطاغوت

جبت :

تمام اوہام وخراجات، جادو، ٹونہ، ٹوٹکہ، فال گیری، خوش بختی اور نحوست، غیر فطری، تاثیرات، چڑیل وغیرہ۔

طاغوت:

ہر شخص، گروہ، ادارہ یا حکومت جس نے اللہ کے مقابلے میں سرکشی اختیار کی ہو۔ بندگی کے بجائے خدائی کا علم بلند کیا ہو۔

مشرکین عرب:

انہی گمراہیوں میں مبتلا تھے۔ جس سے قدیم دور کے قوم نوح سے لے کر یہود و نصاریٰ تک کی قومیں شریک تھیں۔

قرآن پاک کی دعوت

اللہ ربوبیت کے 5 معانی کے لحاظ سے ایک ہی رب ہے۔ ربوبیت ناقابل تقسیم ہے۔
(الا له الخلق والامر) (تبارك الله رب العالمين)

قرآن میں رب کا تصور:

۱۔ کائنات کا سلطان مطلق اور لاشریک مالک اور حاکم ہے۔
۲۔ اسی حیثیت سے ہمارا اور تمام جہان کا حاجت روا، مربی اور پروردگار ہے۔
۳۔ اس کی وفاداری وہ قدرتی بنیاد ہے جس پر ہماری اجتماعی زندگی کی عمارت صحیح طور پر قائم ہے اور اسی کی وجہ مشرق و مغرب کے افراد ایک اُمت کے رشتے میں پروئے ہوئے ہیں۔
۴۔ ہماری اور تمام مخلوقات کی بندگی، پرستش اور اطاعت کا حقدار ہے۔
۵۔ ہمارا مالک، آقا اور فرمانروا ہے۔

جو بھی اس معانی میں کسی اور کو شریک کرتا ہے وہ حق کے خلاف بغاوت کرتا ہے۔

عبادت

اصل معانی خضوع اور تذلل، تابع ہو جانا، رام ہو جانا، سپردگی میں دے دینا کہ جو چاہے خدمت لے لے۔

لسان العرب میں تعریف یہ ہے۔

۱۔ عبد وہ ہے جو کسی کی ملک ہو۔ آزاد کی ضد۔

۲۔ عبادت اس اطاعت کو کہتے ہیں جو پوری فرمانبرداری کے ساتھ ہو۔

۳۔ پجاری اور پرستار بن جانا

پس عبادت کا مطلب ہے

(۱)۔بندگی وغلامی (۲)۔اطاعت وفرمانبرداری

(۳)۔ پوجا وپرستش (۴)۔ملازمت

(۵)۔قیدی ہونا (۶)۔پرستار ہونا

(۷)۔کسی کا دامن تھام کر نہ چھوڑنا

(۸)۔سر کے ساتھ دل بھی جھکا ہونا

(۹)۔اپنی آزادی سے دستبردار ہو جانا

قرآن میں عبادت انہی معانی میں استعمال ہوا ہے۔

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ

(طٰہٰ ۲۰:۱۴)

(ا) وہ بندگی و غلامی ہی کا تصور ہے۔ پھر چونکہ غلام کا اصلی کام اپنے آقا کی اطاعت و فرمانبرداری ہے، اس لیے لازماً اس کے ساتھ ہی اطاعت کا تصور پیدا ہوتا ہے اور جب کہ ایک غلام اپنے آپ کو بندگی و اطاعت میں نہ صرف کھپا چکا ہو بلکہ اعتقاداً اُس کی برتری کا قائل اور اس کی بزرگی کا معترف بھی ہو اور اس کی مہربانیوں پر شکر و احسان مندی کے جذبے سے بھی سرشار ہو، تو وہ اس کی تعظیم و تکریم میں مبالغہ کرتا ہے، مختلف طریقوں سے اعتراف نعمت کا اظہار کرتا ہے اور طرح طرح سے مراسم بندگی بجالاتا ہے اسی کا نام پرستش ہے اور یہ تصور عبدیت کے مفہوم میں اس وقت شامل ہوتا ہے جبکہ غلام کا محض سر ہی آقا کے سامنے جھکا ہوا نہ ہو بلکہ اس کا دل بھی جھکا ہوا ہو۔

دین

۱۔ غلبہ واقتدار، حکمرانی وفرمانروائی، دوسرے کو اطاعت پر مجبور کرنا، اس پر اپنی قوت قاہرہ کو استعمال کرنا، اس کو اپنا غلام اور تابع امر بنانا۔

۲۔ اطاعت، بندگی، خدمت کسی کے لیے مسخر ہو جانا۔ کسی کے تحت امر ہونا، کسی کے غلبہ وقہر سے دب کر اس کے مقابلہ میں ذلت قبول کر لینا۔

۳۔ شریعت، قانون، طریقہ، رسم وعادت

۴۔ جزا، عمل، بدلہ، مکافات، فیصلہ، محاسبہ

قرآن میں لفظ دین کا استعمال

لفظ دین کی بنیاد میں چار تصورات ہیں، یا باالفاظ دیگر یہ لفظ عربی زبان میں چار بنیادی تصوررات کی ترجمانی کرتا ہے۔

۱۔ غلبہ وتسلط کسی ذی اقتدار کی طرف سے۔

۲۔ اطاعت، تعبد اور بندگی، صاحب اقتدار کے آگے جھک جانے والے کی طرف۔

۳۔ قاعدہ وضابطہ اور طریقہ جس کی پابندی کی جائے۔

۴۔ محاسبہ اور فیصلہ اور جزا وسزا

قرآنی زبان میں دین ایک پورے نظام کی نمائندگی کرتا ہے جس کی ترکیب چار اجزاء سے ہوتی ہے۔

الف۔ حاکمیت واقتدار اعلیٰ:

ب۔ حاکمیت کے مقابلہ میں تسلیم واطاعت

ج۔ وہ نظام فکر وعمل جو اس حاکمیت کے زیر اثر ہے۔

د۔ مکافات جو اقتدار اعلیٰ کی طرف سے اس نظام کی وفاداری واطاعت کے صلے میں یا سرکشی اور بغاوت کی پاداش میں دی جائے۔

سورۃ النصر اور قرآن کریم میں دین سے اعتقادی، نظری، اخلاقی اور عملی پہلوؤں سمیت پورا نظام زندگی مراد ہے۔

۲۳ سال کی جدوجہد میں عرب میں انقلاب کی تکمیل ہو چکی تھی۔ اسلام اپنی تفصیلی صورت میں ایک اعتقادی وفکری، اخلاقی وتعلیمی، تمدنی اور معاشرتی، معاشی وسیاسی نظام کی حیثیت سے عملاً قائم ہو گیا تھا جب وہ کام مکمل ہو گیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا گیا فسبح بحمد ربك واستغفره انه كان توابا۔ کہ یہ سب اللہ کا فضل ہی ہے ورنہ انسان اپنے بل بوتے پر کچھ نہیں کر سکتا۔ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے یہ ہدایت تھی تو ہم ان کے امتی کی حیثیت سے غور کریں کہ ہمیں کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟ قرآن کی ان چار بنیادی اصطلاحوں کو غور سے پڑھنے اور اس کے معانی کے جہان کو اپنے اندر آباد کرنے سے شاید ہم قرآن کے اس پیغام کو اخذ کر سکیں۔ جس نے اس کے اولین پیروکاروں کو دنیا کا امام بنا دیا تھا۔

قرآن کے پانچ حقوق

۱۔قرآن پر ایمان لائیں:

ایمان کا مطلب ہے جاننا، ماننا اور اقرار کرنا۔

ایمان تبھی مکمل ہوتا ہے جب زبانی اقرار کے ساتھ ساتھ دل کا یقین بھی انسان کو حاصل ہو جائے۔

» جب ہمیں یقین ہو جائے گا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور ہماری ہدایت کے لیے نازل ہوا ہے تو پھر اس کے ساتھ ہمارے تعلق میں انقلاب آ جائے گا اور اس سے بڑھ کر کوئی دولت اور نعمت نہیں معلوم ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَلرَّحْمٰنُ ۔عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۔ (الرحمٰن ۵۵:۲-۱)

یعنی رحمٰن کی سب سے بڑی رحمت ہی یہی ہے کہ اس نے قرآن کا علم سکھایا۔

۲۔قرآن کی تلاوت کریں:

تلاوت ت۔ل۔و سے بنا ہے جس کا مطلب ہے پیچھے پیچھے چلنا۔یعنی زبان جن الفاظ کے پیچھے پیچھے چل رہی ہے، دل اور دماغ بھی اس کے پیچھے پیچھے چلیں۔

قرآن کریم دراصل ہماری روح کے لیے غذا کا کام دیتا ہے۔ روح کو تر و تازہ رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم بار بار قرآن کریم کی تلاوت کیا کریں اور اسے اچھے سے اچھے انداز میں پڑھنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: الَّذِيۡنَ اٰتَيۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ يَتۡلُوۡنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ (البقرۃ ۲:۱۲۱) ''جن لوگوں کو ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس کی یوں تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے۔'' چنانچہ اس کی تلاوت کو باقاعدہ اپنے روزانہ کے معمولات میں شامل کیا جائے اور اس کو صحیح مخارج کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام کریں۔ قرآن آج بھی دلوں کے تاروں کو جھنجھوڑتا ہے۔

۳۔ اس پر غور و فکر اور تدبر کریں:

قرآن مجید دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ لیکن یہی وہ سب سے زیادہ مظلوم کتاب بھی ہے جو سب سے زیادہ بغیر سمجھے پڑھی جاتی ہے۔ اگرچہ بغیر سمجھے تلاوت کرنا بھی ثواب سے خالی نہیں، لیکن کتاب غور و فکر کے لیے ہی نازل کی گئی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور بندگی کے عہد کی یاددہانی ہوتی رہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَفَلَا يَتَدَبَّرُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ اَمۡ عَلٰى قُلُوۡبٍ اَقۡفَالُهَا ''کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے؟ کیا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں؟'' چنانچہ اس کی کتاب کا حق ہے کہ اسے سمجھ کر پڑھا جائے اور اس پر تدبر کیا جائے۔

۴۔ قرآن پر عمل کریں:

حقیقت یہ ہے کہ قرآن کو پڑھنا اور سمجھنا اس وقت ہی زیادہ مفید ہوگا جب اس پر عمل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تفصیلی ہدایات اسی لیے عطا کی ہیں کہ ہم ان کے مطابق

زندگی گزاریں۔ قرآن کے بعض احکام پر عمل کرنا اور بعض کی خلاف ورزی کرنا اللہ کی نگاہ میں بہت بڑا جرم ہے۔ نیز حضورؐ کے نقش قدم پر چلنا، قرآن پر عمل کرنے کا ذریعہ ہے۔ حضرت عائشہؓ سے ایک صحابیؓ نے یہ سوال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کیسی تھی؟ انہوں نے جواب دیا۔ (کان خلق نبي صلی اللہ علیہ وسلم القرآن) (سنن نسائی) ''آپؐ کی سیرت قرآن ہی تو تھی۔'' گویا آپؐ ایک چلتا پھرتا قرآن تھے۔

۵۔ قرآن کو دوسروں تک پہنچائیں اور اس کا ابلاغ کریں:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دعوت و تبلیغ کا مشن پورا فرمانے کے بعد اب قیامت تک آنے والی پوری نوع انسانی تک اللہ کے کلام کو پہنچانے کی ذمہ داری امت کے کندھوں پر ڈال دی۔ چنانچہ اب قرآن کریم کی تبلیغ کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: (بلغوا عني ولو اٰية) (صحیح بخاری)

''پہنچاؤ میری طرف سے خواہ ایک آیت ہی ہو۔'' چنانچہ حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص نے بھی صرف ایک ہی آیت سیکھی تو اسے چاہیے کہ اسی آیت کو دوسروں تک پہنچائے اور اس طرح تبلیغ قرآن کے نبوی مشن میں اپنا حصہ ادا کرے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن مجید کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

رمضان کریم کی دعائیں

روزہ رکھنے کی نیت:

وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

روزہ کھولنے کی نیت:

اَللّٰهُمَّ اِنِّی لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ
وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ

دعاء لیلۃ القدر:

اللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا
يَا غَفُوْرُ يَا غَفُوْرُ يَا غَفُوْرُ

تراویح کی دعا:

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ ط سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ
وَالْكِبْرِيَاۤءِ وَالْجَبَرُوْتِ ط سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَیِّ الَّذِی لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ ط
سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَاۤئِكَةِ وَالرُّوْحِ ط
اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْر

رمضان کریم کی دعائیں

پہلا عشرہ: رحمت

يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ

دوسرا عشرہ: مغفرت

رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ

اَسْتَغْفِرُ اللہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ

تیسرا عشرہ: جہنم سے نجات

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ

دعاؤں کی درخواست
ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی